سیرو سوانح　ملک عبدالرشید صاحب عراقی

علامہ جلال الدین سیوطی رح

علامہ جلال الدین سیوطیؒ ایک متبحر عالم، بلند پایہ مفسر، بے نظیر محدث اور مورخ تھے۔ آپ کا شمار ۹ ویں صدی ہجری کے سرآور علماءِ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کی فکر نے جس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے۔ خوب خوب لکھا ہے۔ اور یہ تسلیم ہے کہ وہ ۹ ویں صدی ہجری کے بلند پایہ علماء و فضلاء میں ایک ممتاز مقام کے حامل تھے۔

نام و نسب نام عبدالرحمان ملقب بہ جلال الدین بن الکمال ابی بکر بن محمد الخضری السیوطیؒ کنیت ابوالفضل تھی۔ امام شوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں کہ امام کبیر صاحب التصانیف کثیرہ یکم رجب ۸۴۹ھ کو دریائے نیل کے کنارے قصبہ سیوط میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے۔ ۶ سال کے تھے کہ آپ کے والد نے انتقال کیا۔ اس لیے آپ کی پرورش یتیمی میں ہوئی (البدر الطالع ج ۱ ص ۳۲۸)

تحصیل علم آپ کی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے ہوا۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد اس دور کے ممتاز علمائے کرام سے جملہ علوم و فنون میں استفادہ کیا۔ ۸۶۴ھ سے آپ کا اشتغال علمی شروع ہوتا ہے۔ ۸۶۶ھ میں ان کو اساتذہ کی طرف سے عربی تدریس کی اجازت مل گئی۔ اور اسی سال آپ نے علمی خدمات پر قلم اٹھایا۔ سب سے پہلے شرح استعاذ اور شرح بسم اللہ تصنیف کی۔ ۸۷۱ھ میں افتاء کا کام شروع کیا۔ اور ۸۷۲ھ میں آپ کو دورہ حدیث کا شرف حاصل ہوا۔

علمی تبحّر حسن المحاضرہ میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ جب میں نے حج کیا۔ تو کئی امور کے لیئے زمزم کا پانی پیا اور اس وقت یہ دعا مانگی کہ فقہ میں میں شیخ سراج الدین بلقینی کے رتبہ کو پہنچ جاؤں اور حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا رتبہ مل جائے اور سات علوم (حدیث، فقہ، تفسیر، نحو معانی، بیان اور بدیع) میں عرب اور بلغاء کے طریقہ پر تبحر عطا کیا جاؤں نہ کہ عجم اور اہل فلسفہ کے طریقہ پر۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ اعتقاد تھا۔ کہ فقہ کے علاوہ ۶ علوم میں میں نے اس حد تک دسترس

حاصل کرلی ہے۔ جہاں تک میرے شیوخ بھی مجھ سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ دوسرے لوگوں کی کیا بات ہے۔ اب میرے پاس بحمد للہ اجتہاد کے آلات مکمل ہو گئے ہیں۔ اور یہ سب کچھ مجھے اللہ کے فضل و کرم سے عطا ہوا ہے۔ اور میں فخریہ بیان نہیں کر رہا۔ (حسن المحاضرہ ۱۴۰)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ ایک بلند پایہ مفسر، محدث، مورخ اور نقاد تھے۔ اپنی مشہور کتاب الاتقان کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

مذکورہ سات علوم کے سوا، معرفت، اصولِ فقہ علم جدل، تصریفِ انشاء، ترسل اور فرائض، علم قرأت اور طب کو میں نے کسی استاد سے نہیں پڑھا۔ ہاں علم الحساب مجھ پر زیادہ دشوار شے ہے۔ اب بحمد اللہ میرے پاس اجتہاد کے آلات پورے ہو گئے ہیں۔ میں اس بات کو بطورِ ذکر نعمت الٰہی کہتا ہوں فخر کی رُو سے نہیں۔ اگر میں چاہتا کہ میں ہر ایک مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھوں اور اس مسئلہ کے انواع ادّلہ عقلیہ و نقلیہ اس کے مدارک، ان کے نقوض اور ان کے جوابات اور اس مسئلہ میں اختلافِ مذاہب کے درمیان موازنہ کروں تو بفضلِ الٰہی اس امر میں مجھ کو قدرت ہوتی۔

(الاتقان فی علوم القرآن)

مشاغل علامہ سیوطیؒ تکمیل تعلیم کے بعد درس و تدریس، افتاء اور قضاء میں مصروف ہو گئے اور اس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی مشغلہ جاری رکھا۔ مگر جب آپ کی عمر ۴۰ سال کی ہوئی۔ تو درس و تدریس، افتاء اور قضاء کو ترک کر دیا اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ اور ہمہ تن تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی یہ دینی خدمت جس میں آپ کے شب و روز گزر رہے تھے۔ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حسنِ قبول سے شرف یاب ہوئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ رؤیا میں آپ کو یا شیخ السنہ سے مخاطب فرمایا۔ آپ کو اپنی زندگی میں ستر بار سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ یہ کتنی بڑی آپ کی خوش نصیبی ہے۔

آپ کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ ۲ لاکھ سے زیادہ احادیث آپ کو زبانی یاد تھیں۔ اور فرمایا کرتے تھے اگر مجھے اس سے زیادہ احادیث ملتیں۔ تو میں ان کو بھی یاد کر لیتا۔

انتقال ۶۲ سال کی عمر میں ۹۱۱ ھ میں بعہد المستمک باللہ انتقال کیا۔
اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجاتہ۔

تصانیف علامہ جلال الدینؒ کا شمار صاحب تصانیف کثیرہ میں ہوتا ہے۔ مورخین نے

لکھا ہے۔ کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ہر موضوع مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، تاریخ، لغت پر قلم اٹھایا آپ کی تصانیف کی تعداد ۵۰۰ کے قریب ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے اپنی بہت سی تصانیف کی فہرست اپنی کتاب حسن المحاضرہ میں درج کی ہے۔ علامہ کی تصانیف میں اکثر ان کی تالیفات اپنے اپنے موضوع پر بہت ہی علمی اور تحقیقی ہیں۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف صاحب مدیر الاعتصام لکھتے ہیں۔

وله مولفات رائقة نافعة فی العلوم التی ذکرها بلغت الی خمس مائة کتب اشتهر بعضها ففی التفسیر الاتقان فی علوم القران والدر المنثور وتکملة التفسیر جلال الدین محلی والاکلیل فی استنباط التنزیل وفی الحدیث تقاریب الراوی فی تقریب النواوی والالفیة فی مصطلح الحدیث وتنویر الحوالك علی موطأ مالک والتوشیح علی الجامع الصحیح والدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج واسعاف المبطاء فی الرجال الموطا ومرقاة الصعود حاشیه سنن ابی داؤد وزهر الربی علی سنن المجتبی۔ الذی نحن بصدد طبعة ضمن تعلیقاتنا۔ و مصباح الزجاجة علی سنن ابن ماجه وقوت المقتدی علی جامع الترمذی واللالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة وذیل اللآلی والجامع الصغیر والمزهر فی علوم اللغة وبغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة والاشباه والنظائر فی فروع الفقه وغیر ذلك۔

التعلیقات السلفیة، شرح سنن نسائی، ص ۲۶)

جن علوم کا ذکر ہوا ان میں آپ کی مفید کتب جن کی تعداد ۵۰۰ سو تک پہنچتی ہے۔ جن میں بعض مشہور ہیں اتقان فی علوم[1] القرآن اور تفسیر الدر[2] المنثور، تکملہ تفسیر جلال[3] الدین محلی اور الاکلیل فی استنباط[4] التنزیل اور حدیث میں تدریب[5] الراوی فی شرح تقریب النودی اور الفیہ[6] فی مصطلح الحدیث، تنویر[7] الحوالک شرح موطا امام مالک اور التوشیح علی[8] الجامع الصحیح اور الدیباج[9] علی صحیح مسلم بن حجاج اور اسعاف[10] المبطاء فی الرجال الموطا اور مرقاۃ[11] حاشیہ سنن ابی داؤد، زہر[12] الربی علی سنن المجتبی (نسائی) اور مصباح[13] الزجاجۃ علی سنن ابن ماجہ اور قوت[14] المغتذی علی جامع الترمذی اور لالی[15] المصنوعۃ فی احادیث الموضوعۃ، ذیل[16] الآلی اور جامع[17] الصغیر اور المزہر[18] فی علوم اللغۃ، بغیۃ[19] الوعاہ فی

طبقات اللغویین، اور والنحاۃ، اور الاشباہ والنظائر فی الفروع والفقہہ ۔ ۔
اس کے علاوہ آپ کی بہت سی کتابیں ہیں۔ ——————— آپ ہی زندگی ہی میں آپ کی اکثر کتابوں کی شہرت ہوگئی تھی ۔محی السنۃ والاجاہ حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپالؒ ام ۷۔۱۳۰ھ) علامہ سیوطیؒ کی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں

در تصانیف سیوطیؒ باایں ہمہ جلالت شان علم وعمل رتبہ اجتہاد نو تسامل ست ۔ زیرا کہ نظر او برجمع روایات و درایاست پس بس ۔ باتنقیح وتحقیق وتصحیح وتضعیف کارے ندارد الاقلیلاً نادراً ۔ وظاہرست کہ تبحر اطلاع وعبور چیزے دیگر است ۔ وتنقیر وتفتیش صحیح از سقیم وقوی از ضعیف ومرجوع از راجح چیزے دیگر ولہذا علمائے محققین تحریر ایشان را بدوں شہادت تحریر مصنفین دیگر واعتضاد محققین آخری قبول نمی کنند وسرمایہ شور وغوغائے اہل بدعت واہواء از فرقہ از اہل سنت بلکہ از فریق شیعہ غالباً تالیف ایشان است کہ از رطب ویابس وغث وسمین ہمہ حصہ وافر دارد، مع ذلک شک نیست کہ تصانیف ایشان برائے مبتدی ومنتہی راس المال کمال است اگر شخصے محقق باشد وتصبے از امعان نظر داشتہ باشد وخواہد کہ درباب از ابواب علوم تالیفے پردازدہ رسائل ومؤلفات سیوطیؒ برائے مدد ادکافی ووافی است کہ روایات بر مذہب داقوال مختلفہ اہل مسلم رامشتمل ومحتوی است ۔ ودر نقل آن معتمد اگرچہ در نفس الامر بعضے ضعیف وبعضے قوی خواہد بود، واللہ اعلم بالصواب ۔

(اتحاف النبلاء المتقین ص ۲۹۲)

امام سیوطیؒ کی تصانیف میں علم وعمل کی جلالت شان اور رتبہ اجتہاد تک پہنچنے کے باوجود ایک خامی ہے۔ کیونکہ ان کی نظر صرف روایات ودرایات پر ہے۔ تنقیح وتحقیق اور تصحیح وتضعیف کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں اگر ہے تو بہت تھوڑا سا۔ اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ کسی پر عبور ہو جانا ایک علیحدہ بات ہے ۔ لیکن تنقیر وتفتیش اور غیر صحیح سے صحیح کو ضعیف کو قوی سے اور راجح کو مرجوع سے الگ کرنا ایک علیحدہ بات ہے ۔ اس لئے محقق علمائے کرام نے ان کی تحریروں کو بغیر تحقیق وتنقیح کے قبول نہیں کیا۔ اہل سنت میں سے فرقہ اہل بدعت اور اہل ہوا نے اور فرقہ شیعہ نے ان کی تالیف سے وافر حصہ اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے ۔ مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ ان کی تصانیف مبتدی اور منتہی کے لیے سرمایہ افتخار ہیں ۔

اگر کوئی شخص جس میں تحقیق کا مادہ ہے۔ اور اس کی نظر گہری ہے۔ اور تصنیف و تالیف میں مہارت رکھتا ہو۔ تو اس کو اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیئے امام سیوطیؒ کی تالیف کافی ہیں۔ کیونکہ ان کی تالیفات اور رسائل میں ہر مذہب کی روایات اور اہل علم کے اقوال موجود ہیں اور ان کو نقل کرنے میں اس کو اپنے اوپر پورا پورا اعتماد ہو۔ اگرچہ حقیقت میں بعض روایات اور اقوال ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی جن تصانیف کا پتہ چل سکا ہے۔ ان کی فہرست دو مختصر تعارف میں پیش خدمت ہے۔

۱۔ قرآن مجید ۱۔ التجبیر فی علوم التفسیر۔ علم تفسیر پر بے مثل کتاب ہے۔

۲۔ الاتقان فی علوم القرآن = ۲۰۰ جلدوں میں ہے۔ اور علوم قران پر نہایت عمدہ کتاب ہے۔ علامہ سیوطیؒ کے تبحر علمی اور ان کے فضل و کمال کی شہادت میں یہی ایک کتاب کافی ہے۔ حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔ الاتقان فی علوم القرآن شیخ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ ھ) کی تالیف ہے۔ اور ان کے کارناموں میں زیادہ نمایاں اور سب سے زیادہ مفید ہے۔

۳۔ مجمع البحرین اور مطلع البدرین = یہ قرآن مجید کی بڑی جامع تفسیر ہے۔ اور علامہ نے الاتقان فی علوم القرآن کے مقدمہ میں یہ صراحت کی ہے۔ کہ یہ میری اس تفسیر کا مقدمہ ہے۔ جس کا نام مجمع البحرین و مطلع البدرین ہے۔

۴۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ قران مجید کی ۱۲ جلدوں میں تفسیر ہے۔ اس کے متعلق آپ کے شاگرد ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ ھ) کہتے ہیں۔

شیخ مشائخنا السیوطی ہو الذی احیاء علم التفسیر الماثور فی الدر المنثور

ہمارے استاد الاساتذہ سیوطیؒ وہ عالم ہیں جنہوں نے تفسیر ماثور کو کتاب درالمنثور کے ذریعے زندہ کیا۔

۵۔ ترجمان القرآن۔ ۶۔ الناسخ المنسوخ۔ ۷۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل۔ ۸۔ لباب المنقول فی اسباب النزول۔ ۹۔ مفحمات القران فی مبہمات القرآن۔ ۱۰۔ اسرار التنزیل۔

۱۱۔ تفسیر جلالین (نصف اوّل)

آپ کی یہ تفسیر بہت متداول اور مشہور ہے۔ برسوں سے مدارس عربیہ میں داخلِ نصاب ہے۔ یہ تفسیر جلالین کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اور یہ جلال الدین محلیؒ اور جلال الدین سیوطیؒ کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ

ہے۔ علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں یہ صراحت کی ہے۔ کہ نصفِ اوّل میری کاوش کا نتیجہ ہے اور کمال یہ ہے۔ کہ جلال الدین محلی کی نصف آخر اور اس کے نصف اوّل میں اسلوب بیان یا انشاء اور ایجاز و اختصار کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ تفسیر ایک مختصر تفسیر ہے۔ معمولی استعداد کے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن اپنے اختصار کے باعث دوسری تفاسیر متداولہ کی طرح تفسیر معقول و منقول نہیں ہے۔ صرف تفسیر بالمعانی ہے۔

علم حدیث :۔

علامہ جلال الدین سیوطی جس طرح بلند پایہ مفکر تھے۔ اور مفسرین کی جماعت میں ایک ممتاز مقام کے حامل تھے۔ اسی طرح ۹ ویں صدی ہجری کے مشہور محدثین کرام میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔ علم حدیث اور اس کے متعلقات پر آپ کی کئی ایک کتابیں ہیں اور آپ کی یہ کتابیں ایک دوسرے سے بڑھ کر علمی اور تحقیقی ہیں۔ اور علم حدیث پر آپ کی تصنیفات آپ کے علمی تبحر اور فضل و کمال پر ایک شہادت ہیں۔

(۱) جامع الجوامع :۔ اس کتاب میں علامہ سیوطی نے صحیح بخاری، مسلم، موطا، سنن ابنِ ماجہ، ترمذی اور نسائی کو مع دس مسانید کے جمع کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس قدر ضخیم کتاب ہوگی۔ آپ سے قبل اس موضوع پر "جامع الاصول" ایک تالیف منصہ شہود پر آچکی تھی۔ لیکن متون حدیث کے اعتبار سے یہ جامع الاصول سے کہیں زیادہ ضخیم ہے۔

(۲) الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ :۔ یہ ایسی سو احادیث کا مجموعہ ہے۔ جن میں ہر ایک حدیث کو دس اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواتر کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ آپ کی تصنیف ایک عجیب و غریب خصوصیت کی حامل ہے۔

شروح صحاح ستہ :۔

صحاح ستہ (یعنی حدیث کے ۶ معتبر مجموعے) تیسری صدی ہجری کی تالیف میں شمار کی جاتی ہیں یعنی سوائے نسائی کے باقی پانچ محدثین کرام یعنی

امام بخاری۔ ۱۹۴ھ ـــــ م ۲۵۶ھ۔

امام مسلم ۔ ۲۰۳ھ ـــــ م ۲۶۱ھ۔

امام ابوداؤد۔ ۲۰۲ھ ـــــ م ۲۷۵ھ۔

امام ترمذی۔ ۲۰۹ھ ـــــ م ۲۷۹ھ۔

امام ابنِ ماجہ۔ ۲۰۹ھ ـــــ م ۲۷۳ھ۔

ان میں امام بخاری دوسری صدی ہجری کی پیدائش ہیں۔ اور باقی امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام ابنِ ماجہ تیسری صدی ہجری کی پیدائش ہیں۔ مگر ان پانچوں محدثین کرام کا انتقال تیسری صدی میں ہوا۔ صرف امام نسائی ایسے ہیں جن کا انتقال ۳۰۳ھ میں ہوا۔ بہر حال یہ آئمہ صحاح ستہ تیسری صدی ہجری کے آئمہ حدیث کہلاتے ہیں۔ اسی لیئے یہ ۶ مجموعہ احادیث اپنی صحت کے لحاظ سے صحاح ستہ کہلاتے ہیں۔ بعد کی صدیوں میں بھی احادیث کی تدوین کا کام جاری رہا۔ مگر مذکورہ کتب کی مقبولیت اور ان کے مؤلفین کے علمی وادبی مقام کے پیشِ نظر محدثین کرام کو اس طرف متوجہ کیا۔ کہ ان کی شروح، حواشی، اور تعلیقات تحریر کریں۔

علامہ سیوطیؒ نے بھی اس طرف توجہ کی۔ اور آپ نے بھی صحاح ستہ کی شروح اور حواشی قلمبند کیئے چنانچہ

۱	التوشیح علی الجامع الصحیح۔ ———	صحیح بخاری کی شرح ہے۔
۲	الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج۔ ———	صحیح مسلم کی شرح ہے۔
۳	مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد۔ ———	سنن ابی داؤد پر حاشیہ ہے۔
۴	قوت المغتذی علی الجامع الترمذی۔ ———	جامع ترمذی کی شرح ہے۔
۵	زہر الربیٰ علی سنن المجتبیٰ۔ ———	سنن نسائی پر تعلیق ہے۔
۶	مصباح الزجاجۃ علی سنن ابنِ ماجہ۔ ———	سنن ابنِ ماجہ کی شرح ہے۔
۷	تنویر الحوالک علی موطا المالک۔ ———	موطا امام مالک کی شرح ہے۔

ان کے علاوہ حدیث سے متعلق آپ کی کئی اور کتابیں ہیں۔ مثلاً

تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی۔ امام نوویؒ نے تقریب کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا موضوع کتابتِ حدیث کی رخصت یا ممانعت ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے "تدریب الراوی" کے نام سے ایک مبسوط شرح لکھی ہے۔ "الفیہ فی مصطلح الحدیث" اس کتاب کا موضوع حدیث سے متعلق ہے۔

حدیث، الموضوع اور المتروک بھی ایک قسم ہے۔

جس حدیث کا راوی کذاب ہو۔ کذاب اس راوی کو کہتے ہیں۔ جس سے حدیث نبوی میں جھوٹ بولنا ثابت ہو چکا ہو۔ اس کو موضوع کہتے ہیں ———

جس حدیث کا راوی متہم بالکذب ہو۔ متہم بالکذب اسے کہتے ہیں۔ جس سے حدیث نبوی میں تو جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو۔ لیکن عام گفتگو میں جھوٹ بولنا ثابت ہو چکا ہو۔ یا ایسی حدیث کو وہی اکیلا بیان کرے۔ جو اصولِ دین کے خلاف ہو۔ اسے متروک کہتے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے ان مصنوعات پر ایک بنیظیر کتاب "اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعۃ" کے نام

سے لکھی ہے۔ جن میں ان دو قسم کی تمام احادیث کو جمع کر دیا ہے۔

اسماء الرجال

مسلمان مؤرخین کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ کہ ان کی کاوشوں کے ذریعہ سے ہزاروں ایسے علمائے کرام، فضلاء، مفسرین، محدثین، اور مؤرخین کے حالات زندگی اور ان کے علمی کارناموں کی تفصیل تاریخ میں محفوظ ہیں۔ جو ہمارے لیئے آج بھی سرمایہ صد افتخار ہیں۔ اگر یہ بزرگ اس موضوع پر قلم نہ اُٹھاتے۔ تو آج ہماری یہ حالت ہوتی کہ ہم اپنے اسلاف کے کارناموں سے بالکل بے خبر ہوتے۔ مستشرقین نے بھی مسلمانوں کے اس جلیل القدر کارنامے کی تعریف کی ہے۔ اور اس اقدام کو مستحق قرار دیا ہے۔

طبقات کیا ہے۔ ایک مفصوع یا ایک فن پر ان ارباب و دانش و فکر کا تذکرہ جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ اور اپنی فکر کے نتیجے یادگار چھوڑے۔ علامہ سیوطیؒ نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ اور آپ نے اس سلسلہ میں جو کتب تصنیف کیں۔ اس میں آپ نے حق ادا کر دیا ہے۔

۱ فواہد الابکار :۔ یہ قدماء مفسرین کرام کے حالات پر ہے۔

۲ طبقات المفسرین :۔ اس میں علامہ سیوطیؒ نے اپنے دور اور دور ہائے ماقبل کے لیئے ایسے مفسرین کے حالات اور ان کی تفسیروں کے ناموں کو محفوظ کر دیا۔ جن کی تصنیفات تک کسی نہ کسی اعتبار سے ان کی رسائی ہو سکی۔ اور ان پر تبصرہ بھی کیا ہے۔ علامہ کی یہ تصنیف ایک اوسط درجہ کی تصنیف ہے۔

۳ طبقات المحدثین :۔ علامہ سیوطیؒ نے طبقات المفسیرین کی طرح طبقاب المحدثین کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اس میں محدثین عظام کے سوانح حیات اور ان کے علمی کارناموں کی تفصیل بیان کی ہے۔ آپ کی یہ کتاب بھی ایک اوسط درجہ کی ہے۔

۴ اسعاف المبطاء برجال الموطا :۔ موطا امام مالک کے رجال و رواۃ کی تحقیق اور موطا میں درج حدیث کے راویان کے حالات کا تذکرہ۔

تاریخ :۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے جس طرح تفسیر، حدیث، اور اسماء الرجال پر مجتہدانہ اور فاضلانہ انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ اسی طرح تاریخ کے موضوع پر بھی آپ نے نہایت عمدہ انداز میں بہت کچھ لکھا ہے۔

آپ اپنی کتاب مشہور زمانہ کتاب تاریخ الخلفاء کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

میں نے احوال الانبیا علیہم السلام میں ایک کتاب مرتب کی۔ اس کے بعد احوال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ کی تصنیف اصابہ فی المعرفت الصحابہ کی

تلخیص کی۔ اس کے بعد طبقات مفسرین پر قلم اٹھایا اس کے بعد طبقات الحفاظ (طبقات المحدثین) مرتب کی۔ جو طبقات ذہبی کی تلخیص ہے۔ ایک مبسوط اور جامع کتاب طبقات النحاۃ صاحبانِ علمِ نحو و لغت پر تالیف کی۔ اور یہ ایک ایسی کتاب ہے۔ کہ اس سے پہلے ایسی کتاب کسی نے تالیف نہیں کی۔ پھر علمائے اصول کے طبقات میں ایک کتاب لکھی۔ طبقات الاولیاء مرتب کی۔ اسی طرح اہلِ فرائض کے طبقات پر طبقات الفرضین لکھی علمائے علم بیان پر طبقات البیانیین لکھی۔ انشاپردازوں کے طبقات پر طبقات الکتاب مرتب کی۔ طبقات اہل وعظ تالیف کی۔ فرادکے طبقات پر ہیں نے طبقات ذہبی کو کافی سمجھا۔ اور اس کے بعد لوگوں کا ذوق وشوق دیکھ کر یہ کتاب تاریخ الخلفا مرتب کی۔

تاریخ پر آپ کی بے نظیر اور بے مثل کتاب حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ" ہے۔ جس میں مصر اور قاہرہ کی مکمل تاریخ ہے۔ اور اس میں علامہ سیوطیؒ نے اپنے حالات زندگی بھی لکھے ہیں۔ اور آپ نے اپنی تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے

علامہ سیوطیؒ نے ایک اور بے مثل اور بے نظیر کتاب لکھی ہے جس کا نام خصائص کبریٰ ہے۔ اس کتاب کا موضوع معجزاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور یہ کتاب دو جلدوں پر ہے۔ اور علامہ سیوطیؒ نے یہ کتاب ۲۰ سال میں مکمل کی۔ علامہ سیوطی نے اپنی اس کتاب کی تلخیص انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب" کے نام سے کی۔ یہ تلخیص شائع نہیں ہوئی۔

بقیہ :- باب الفتاویٰ

پر جمعہ واجب ہے۔

مولانا عبیداللہ اطال اللہ بقاءہ فینا مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد دوئم صفحہ ۲۹۰ میں فرماتے ہیں۔

اما النازل فیجب علیہ و لو نزل بمقدار الصلوٰۃ والیہ ذھب جماعۃ منھم الزھری والنخعی۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں ان لوگوں پر جمعہ واجب ہے چھوڑنے کی صورت میں گناہ گار ہوں گے۔